

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, February 13, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ

تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ① وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ

لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ②

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ

وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ③ وَمِنْ آيَاتِهِ

مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي

ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُسْمِعُونَ

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, February 13, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ

تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ

لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلَافُ السِّنِّكُمْ

وَالْوَايَكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ

مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي

ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُسْمِعُونَ

ترجمہ : شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان اور رحم کرنا والا ہے اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اب تم انسان ہو کر جا بجا پھیل رہے ہو ⑩ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ⑪ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔ اہل دانش کے لیے ان (باتوں) میں بہت سی نشانیاں ہیں ⑫ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا۔ جو لوگ سنتے ہیں ان کے لیے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ ⑬

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In exercise of powers conferred by Rule 24 of the Rules of Procedure & Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following Members to form the panel of Presiding Officers for this 25th Session of the Senate.

1. Mr. Salim Saifullah Khan
 2. Mr. Abdur Rehman Jamali
 3. Mr. Asif Fasihuddin Verdag.
- Leave of Absence

جناب حمیر من : جناب غلام فاروق صاحب نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب حمیر من : جناب محمد طارق چوہدری نے اپنی ذاتی مصروفیات

کی بنا پر ۱۳ اور ۱۴ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now, we proceed with the other business of the House. We will first take up the privilege motion which has been moved by Prof. Khurshid Ahmed.

جناب فیصلہ اقبال : میں کہتا ہوں کہ پہلے شہداء کشمیر کے لیے فاتحہ خوانی کرائی جائے اور چیئرمین سینٹ کے بھائی جن کا ناگہانی انتقال ہوا تھا ان کے انتقال پر بھی دعائے مغفرت کی جائے۔
پروفیسر خورشید احمد: کراچی کے شہداء کو بھی اس دعا میں شامل کیا جائے کراچی، حیدرآباد، قلاب شاہ، کے سب شہداء کو شامل کیا جائے۔
(فاتحہ پڑھی گئی)

Privilege Motion

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید احمد صاحب،

RE: DEROGATORY STATEMENTS MADE BY THE ATTORNEY-GENERAL
AGAINST THE SENATE

پروفیسر خورشید احمد : میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ Privilege Motion پیش کرنے کا موقع دیا۔

I would like to move the following privilege motion under Rule 60 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate:

"The Attorney-General has been making statements in the country and abroad challenging the legitimacy of the Senate and using derogatory language against the Senate and other organs of the Parliament. In respect his statements before the Supreme Court, reported in the press on 5th Oct. 1989, and his hi

[Prof. Khurshid Ahmed]

contemptuous statement on the ruling of the Chairman, Senate, about the violation of Constitution in appointing a superannuated person as Attorney-General are not only against all accepted cannons of parliamentary practice but constitute outright contempt of the Senate. His statement in New York is also outrageous. All these statements taken together cast doubt on the constitutional and legal character of the Senate. Challenging the sagacity of the ruling of the Chairman, Senate, is a calculated effort to bring the Senate into disrepute in the eyes of the people. These outbursts of contempt against the Senate constitute a violation of the Privilege of the Senate and its Members and I beg to move that the Senate may consider this privilege motion and take necessary steps to protect the honour of the House."

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes, Sir.

Mr. Chairman: It is being opposed.

پروفیسر صاحب، ذرا اس کی admissibility کے بارے میں فرما دیں۔
 پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے لیے ذاتی طور پر اور مجھے یقین ہے کہ بحیثیت مجموعی اس ہاؤس کے لیے یہ بڑا ہی ایک تکلیف دہ امر ہے کہ ہمیں بار بار مملکت کے ایک senior most Law Officer یعنی اٹارنی جنرل کے بارے میں بات کرنی پڑ رہی ہے، ہمیں ان کی ذات سے کوئی عداوت نہیں ہے اور مختلف وجوہ سے وہ ہمارے بزرگ ہیں، ہم ان کی عزت کرتے ہیں، لیکن دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کے دستور، پارلیمانی اداروں اور پارلیمانی روایات کا خیال رکھا جائے۔ ملک کے ایک Legal Officer کا، اس ملک کی حکومت، اس کی پارلیمنٹ، پارلیمنٹ کے different organs کے درمیان جو نازک رشتہ ہے، وہ اتنا

اہم اور اتنا نازک ہے کہ اس پر اگر کوئی حرف آتا ہے، اسے اگر مجروح کیا جاتا ہے، تو وہ کوئی بھی ہو، وہ میں ہوں، وہ یحییٰ بختیار صاحب ہوں، وہ کوئی اور شخصیت ہو، اس کا نوٹس لینا ضروری ہے اگر کوئی بھی ایسا رویہ اختیار کرتا ہے، ایسے اقدام کرتا ہے، ایسی باتیں کہتا ہے تو پھر یہ ہمارا اخلاقی، قانونی اور دستوری فرض ہے کہ ہم اس پر گرفت کریں اور اس کا جائزہ لیں تاکہ متعلقہ افراد کی اصلاح ہو اور ان کو قانون کا اس طرح مذاق اڑانے سے روکا جائے۔

جناب والا! اس معاملہ کا پس منظر یہ ہے کہ سینیٹ نے اس بات کا نوٹس لیا تھا کہ دستور کے آرٹیکل ۱۰۰ کے تحت اٹارنی جنرل کا تقرر کیا جن شرائط پر دستور تقاضا کرتا ہے، انہیں پورا نہیں کیا گیا۔ یہ بات دستور

کی دفعہ سے بالکل واضح ہے کہ وہ شخص جو سپریم کورٹ کا جج بنائے جائے گا، صرف وہی شخص اٹارنی جنرل بنایا جاسکتا ہے، بلاشبہ اٹارنی جنرل ایک نیم سیاسی مہدہ بھی ہے اور اس کا تقرر صدر اپنے

On the advice of the Prime Minister سے pleasure

کرتا ہے لیکن دوسری طرف دستور نے جو شرائط متعین کر دی ہیں، ان شرائط سے deviation دستور کی کھلی خلاف ورزی ہوگی اور یہی وہ مسئلہ تھا جس پر کہ اس سے پہلے ہم نے بحث کی تھی اور آپ نے اس پر ایک فاضلانہ رولنگ دی تھی لیکن جناب والا! میں اس میں آج تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ قانون کی اس روح سے واقف ہیں کہ الفاظ کی تعبیر میں قانون ساز کی intent کو بڑی اہمیت ہے اور اس زمانے میں جب میں اس مسئلے کا مطالعہ کر رہا تھا، تو میرے سامنے چند ایسے حقائق آئے جو آپ کے علم میں لانا اہمیت ضروری ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اگر آپ موازنہ کریں گے ۱۹۵۶ کے آئین کے آرٹیکل ۱۰۰ کا، ۱۹۶۲ کے آئین کے آرٹیکل ۱۰۰ کا، اور ۱۹۷۳ کے آئین کے آرٹیکل ۱۰۰ کا، تو ان تینوں تقریباً آپ ایک ہی جیسے الفاظ پائیں گے اٹارنی جنرل کے بارے میں، اس کی حیثیت، اس کا تقرر، اس کے functions اس کے اختیارات اور اس کو فارغ کرنے کا طریقہ، یہ پانچوں باتیں، آپ کو ایک

[Prof. Khurshid Ahmed]

جیسے الفاظ میں میں گئی،

جناب والا! جب ۱۹۵۶ء کا دستور بن رہا تھا تو اس وقت اصل آرٹیکل ۳۸، جو دستور ساز اسمبلی میں introduce کیا گیا تھا، اس کے الفاظ یہ تھے

"The President shall appoint an Attorney-General for Pakistan who shall hold office during the pleasure of the President, shall receive such remunerations as may be determined by the President and shall perform such duties as may be assigned to him by the President.

Clause (2) : No person shall be qualified for appointment as Attorney-General of Pakistan unless he is qualified for appointment as a Judge of the Supreme Court; but the age limit applicable to a Judge of that court shall not apply to him..."

and so on and so forth.

Mr. Chairman: This was mentioned in the original Bill?

پروفیسر خورشید احمد: original دستور کا مسودہ یہ تھا، اس کے اوپر پھر پارلیمنٹ کے اراکین نے اعتراض کیا، بحث ہوئی اور میں Constituent کی بحث سے ۵ / فروری ۱۹۵۶ء کا صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۹، آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس میں بحث کے دوران ایک amendment move ہوئی اور یہ amendment move کی آنریبل سرور امیر اعظم خان نے، میں اسے پڑھتا ہوں،

There is just a verbal amendment which has been permitted by the Chair.

"Sir, I beg to move that in sub-clause (2) of clause 38 after semi-colon the words 'but the age limit applicable to a Judge of that court shall not apply to him' be omitted.

The clause as it stands prescribes no age limit regarding

appointment of Attorney-General concerned but by omitting this clause we will prescribe the age limit as in the case of a Judge of Supreme Court".

Mr. Chairman: This is very important I think.

پروفیسر خورشید احمد: اس کے بعد پھر یہ amendment voting کے لئے پیش ہوا اور اسے ہاؤس نے منظور کیا۔ دوسرے الفاظ میں دستور کے اصل مسودے میں اس بات کی وضاحت کی گئی تھی گوان کے لئے صلاحیت تو وہی ہوگی جو سپریم کورٹ کے جج کے لئے لیکن age limit کی بات ہے، یہ گویا کہ اس پر apply نہیں کرے گی لیکن legislators نے deliberate by intent منڈمنٹ کے ذریعہ اس حصہ کو حذف کیا جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ - وہی age limit جو سپریم کورٹ کے جج کے لئے ہے، اٹارنی جنرل کے لئے بھی تسلیم کی گئی۔

میرے پاس تینوں آئینوں کے مسودے موجود ہیں۔ ۱۹۵۶، ۱۹۶۲ اور ۱۹۷۳ کا آئین،
جناب چیئر مین: جناب سومرو صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Ahmedmian Soomro: Point of order. Sir, the issue here is not whether he is Attorney-General or not because on that you have given a ruling and it has been referred to the Committee on Privileges. The issue here is whether there has been any breach of privilege by those statements.

(Interruption)

Mr. Chairman: You are absolutely right but I think this is also important. It is a valuable piece of information although you are right that it is not relevant to the issue now before the House but I am grateful that he has brought it to my notice. In fact, I think Mr. Vardag had also brought out this information in an article which was published in the Nation some days ago. I remember somebody mentioned this. So I am grateful to Prof. Sahib but let us deal with the issue.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئر مین صاحب: میں نے عرض کروں گا کہ میں اپنے مضمون سینٹر احمد میان سومر و صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں اور جو point انہوں نے raise کیا اس میں بڑا وزن بھی ہے لیکن دوسری طرف جیسا کہ ابھی میں آپ کو دکھلاؤں گا اٹارنی جنرل نے آپ کی رولنگ کے بعد جو اعتراض کیا وہ یہی کیلئے کہ یہ رولنگ غلط ہے اور اصل جو base ہے اس کو چیلنج کیا ہے۔ یعنی رولنگ کو چیلنج کرنا خود ایک نامناسب حرکت ہے لیکن اس کے بعد وہ اس کے contents میں بھی گئے ہیں۔۔۔۔

Mr. Chairman: So, what you are saying is that the intention of the legislature is very clear that in the first instance they were conscious of the fact that by prescribing this clause saying that the Attorney-General shall be a person who is qualified to be a Judge of the Supreme Court. It was clearly understood that the age limit would apply and they specifically added a clause saying that this would not be applicable. Then it was argued in the Assembly at that time that the age limit should apply and, therefore, they deleted that clause and today in the Constitution it is that clause as deleted which appears in the Constitution of 1973.

پروفیسر خورشید احمد: اس میں intent of the legislature بالکل clear ہو جاتی ہے اور اسی بنا پر ہمارے دستور میں آرٹیکل 54 کے جو معنی ہیں اور ہندوستان کے دستور میں جو اس کے معنی ہیں وہ مختلف ہیں اسی طریقے سے الیکشن کمنٹر کے بارے میں جو بات انہوں نے بار بار کہی ہے جس کو ابھی میں quote کروں گا کہ ہمارا رولنگ کے بعد بھی انہوں نے یہ بات کہی۔ اور وہ سارے ساری باتیں ان کی irrelevant ہو جاتی ہیں خصوصیت سے اس background میں جو میں آپ کے سامنے لا رہا ہوں اور یہی وجہ تھی کہ یہ میرے لئے ضروری تھا۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Mr. Aitzaz Ahsan on a point of order.

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, my submission is that if it is intended to re-open that 'debate.....

(Interruption)

Mr. Chairman: It is not intended.

Mr. Aitzaz Ahsan: I will only point out that if for 1956 Constitution these provisions are to be taken as the base then the learned Senator may also read the provision relating to the Advocate-General and his retiring age actually prescribed in that Constitution and compare it with that of the Attorney-General and the whole issue may become open again whereas I think that the Chair's ruling should not be put into contest on the floor of the House.

Mr. Chairman: No, Mr. Aitzaz Ahsan the pattern is very clear that when originally this clause was introduced the language of the clause was that the Attorney-General shall be a person who was qualified to be a Judge of the Supreme Court. By laying that down as it is the legislature assumed that with that the age limit also applies and therefore they added a clause or a proviso that the age limit should not be applicable. Subsequently it is being argued and the amendment is that we want to apply the age limit. This is what they are saying. So, please sit down. Let him (Prof. Khurshid Ahmed) proceed.

یہ دفعہ خورشید احمد: میں ذرا اس پر اپنے دلائل پورے کر لوں تو پھر فاضل وزیر۔۔۔

جناب چیئر مین: نہیں اس issue پہ اب مزید جانے کی ضرورت نہیں ہے اس
پہ آئیں

How is this a breach of privilege?

But I am grateful to you for having brought it before the House, it is very important. Thank you very much.

یہ دفعہ خورشید احمد: اس کے بعد جناب والا! میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ان بیانات کی طرف، جو جناب اٹارنی جنرل نے اس زمانے میں دیئے۔ پہلے میں نے جس بیان کا ذکر کیا اس میں یہ فرماتے ہیں کہ سینیٹ کے ادارے کو ختم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ غیر جانبدارانہ اور منصفانہ آزاد انتخابات کے نتیجے میں قائم نہیں ہوا ہے۔ اور ایسے منتخب نمائندگان پر مشتمل نہیں ہے جو قرار دہ مقدمہ کے متن میں بیان کئے گئے ہیں اور سینیٹ عوامی رائے کی ترجمانی نہیں کرتی۔ جس کا اظہار نومبر ۱۹۸۸ء

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے انتخاب میں کیا گیا۔ اس لئے ملک میں صحیح جمہوریت نافذ کرنے کے لیے سینیٹ کے دوبارہ انتخابات عقیدہ پرستی چاہئیں جس طرح کہ جماعتی بنیادوں پر اسمبلیوں کے انتخاب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد جناب والا آپ کے روٹنگ ملٹی ہے۔ اور آپ کی روٹنگ کے بعد ان کا یہ بیان روزنامہ 'نوائے وقت' راولپنڈی اور ملک کے سارے اخبارات کے اندر آیا ہے اس میں وہ فرماتے ہیں: 'اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیاری نے کہا ہے کہ سینیٹ کے چیئرمین کو انہیں نابل قرار دینے کا کوئی آئینی اختیار نہیں۔ آئین کی توضیح کرنا عدالتوں کا کام ہے سینیٹ کے چیئرمین کا نہیں قصہ مکت کی منظوری کے بعد میرے باقاعدہ اٹارنی جنرل مقرر ہونے کا Notification جاری ہوا تھا۔ اور میں اس وقت تک اٹارنی جنرل رہوں گا جب تک مجاز عدالت اپنا فیصلہ نہیں دیتی۔' مسٹر یحییٰ بختیاری نے بروز ہفتہ جنگ کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا کہ بیرسٹر وسیم سجاد کے والد جسٹس سجاد احمد خان خود ۶۵ سال کی عمر میں چیف الیکشن کمشنر تھے بھارت کے موتی لعل، ۶۵ سال کی عمر میں اٹارنی جنرل رہے۔ اور ۶۶ سال کی عمر میں وہ اس عہدے پر فائز رہے۔ ہندوستان میں ہمارے آئین جیسی دفعات ہیں لیکن وہاں ایسا فیصلہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ طریقہ کار کے مطابق سینیٹ کے چیئرمین کو یہ معاملہ سینیٹ کی کمیٹی کے حوالے کرنا تھا اب فیصلہ کرنے کے بعد کمیٹی کو دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سینیٹ کے چیئرمین کے اس فیصلہ کو یکسر نظر انداز کروں گا وہ کہتے ہیں کہ سینیٹ کے اجلاس میں مت آؤں۔ جو حکم میں سینیٹ کے اجلاس میں گیا کب ہوں۔ مسٹر بھٹو کی سابقہ حکومت کے دوران 5 سال کے عرصے میں میں ایک مرتبہ بھی سینیٹ کے ایوان میں نہیں گیا تھا۔

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ

It is critical but would criticism of the decision taken in the House amount to a breach of privilege of the House? It is uncalled for criticism, it may be something which I don't like. I am sure the Senators are absolutely infuriated over these remarks. We did not expect the highest law officer to make these remarks, but the point, I think, is that should and how would such criticism become a breach of privilege of the House? It is totally uncalled for, it is quite clear that it is uncalled for and should not have come from the Attorney-General, we don't expect it from a man of that status, but this is the real issue.

پروفیسر خورشید احمد: جی میں عرض کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں مسد صرف

uncalled for کا نہیں بلکہ انہوں نے تسلسل کے ساتھ اور contemptuous انداز میں جس کے بعد جو ان کے انٹرویو نیو یارک سے پاکستانی ٹیلی ویژن پر آیا مقرر شرح ہے ہر جگہ انہوں نے سینیٹ کیلئے اور چیئرمین کی رولنگ کے بارے میں derogatory انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ چیئرمین کی رولنگ کوئی پسند کرے یا نہ کرے انہیں بھی اور اس ایوان کے ہر فرد کو اور حکومت کو بھی اسے منظور کرنا پڑے گا۔ اور یہی چیز چیئرمین کی رولنگ کے بارے میں پارلیمانی روایت ہے کہ چیئرمین کی رولنگ کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے اس کو چیلنج کیا اس کے بارے میں تحقیر آمیز الفاظ بھی استعمال کئے اور ہتک آمیز رویہ بھی اختیار کیا جو صریح contempt ہے۔ تیسری چیز انہوں نے سینیٹ کے خلاف اپنی ہرزہ سرائی کو جاری رکھا۔ اور وہی تمام دلائل جن کے

جوابات دیئے جا چکے ہیں اور جن میں سے کچھ کانٹوںس آپ نے اپنی رولنگ میں لے لیا ان تمام کا وہ اعلان مسلسل کر رہے ہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ سینیٹ کے چیئرمین کی رولنگ کا احترام نہیں کرتے اسے accept کرنے سے انکار کرتے ہیں بلکہ سینیٹ کی حیثیت ایک ادارے کے تحقیر کرتے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کو توجہ مبذول کراؤں گا کہ law of privilege جو ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو وہ ہے کہ جہاں ایوان کو یا ایوان کے کسی فرد کو ایسے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکا جائے وہ ایک violation of privilege ہے۔ لیکن بالکل اسی طرح ایک دوسری چیز یہ ہے کہ یہ ایوان ایک عدالت کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ ایوان کے بارے میں کوئی ایسی چیز جو اس کو denigrate کرے جس کے نتیجے کے طور پر اسے لوگوں کی نگاہ میں گرانے کی کوشش کی جائے۔ جس طریقے سے عدالت کے لئے contemptuous ہو گا بالکل اسی طریقے سے یہ چیز اس ایوان کے لئے یا دینا کہ کسی بھی پارلیمنٹ کے لئے ایک contempt ہے۔ اور دینا کے دساتیر اور پارلیمانی روایت کو آپ دیکھئے میں اس کا اعلاہ نہیں کر رہا ہوں ایک اور context میں آپ کے سامنے تقریباً ۱۹۸۸ء دساتیر سے یہ چیز رکھ چکا ہوں۔

Mr. Chairman: Prof. Sahib just a minute. A delegation from Hungary is here and on behalf of the House I would like to welcome the delegation.

(Thumping of the desks).

جناب چیئر مین: جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئر مین! میں عرض کر رہا تھا کہ اس ایوان پر یا اس کی عزت پر حملہ کیا جائے اس کی legitimacy اس کا عوام کا نمائندہ ادارہ ہوتا، اس کا آئین کے مطابق ہونا یعنی یہی وہ ساری چیزیں ہیں کہ جن سے کسی ادارے کی عزت بنتی ہے اگر ان تمام موضوعات پر ملک کا ائڈن جزل، کوئی اور عام آدمی نہیں، ملک کا ائڈن جزل جس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس دستور کو defend کرے دستور کے اداروں کو defend کرے وہی نقصان اداروں کے خلاف رُبان استعمال کرے اور ملک پر ہی دیکھو۔

بھئی، اس بات کا خیال بھی نہیں کرتا، کہ اگر ملک میں کوئی controversial بات ہے تو اسے سکی حد تک رکھے۔ جب وہ نیویارک جاتے تو نیویارک کے ڈی بی جاکر کے وہ چیئر مین کی روئنگ کا مذاق اڑاتے اور سینٹ کے لئے وہی تحقیر آمیز رویہ اختیار کرتا ہے تو مجھے بتائیے کہ اس کے بعد پھر اور contemptuous چیز کیا ہوگی؟ اس لیے جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ اور یہ ایوان اس مسئلے کو وہ اہمیت دے جس کا وہ مستحق ہے۔

[At this stage the Honourable Prime Minister, Mohtrama Benazir Bhutto entered in to the House].

WELCOME TO PRIME MINISTER

Mr. Chairman: Well, the Prime Minister, who is Leader of the House is here. Mr. Javed Jabbar, would you like to say something?

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, I would like to thank you for affording me this opportunity in the midst of a debate on the privilege motion but I rise on behalf of my colleagues on the treasury benches as indeed of the Members of the House if I can take that liberty of acknowledging and welcoming the presence of the Leader of the House, the prime Minister of Pakistan. Mr. Chairman, this is a moving

moment for one personally because we all know that through the tumultuous period of our history democracy has often remained an illusive dream as vital as the breath to a human body. Democracy has been snatched from the body politic on more than one occasion and to restore democracy is a long and painful process in which many hundreds and thousands of lives have been lost, in which many precious sacrifices have been made. Initially in 1985 and then comprehensively in 1988 the nation was able to regain its fundamental right of democracy. Many thousands of people contributed to this process but perhaps one of the most important personalities in the last few years has been the person who is now privileged to be the Prime Minister of Pakistan. For me Mr. Chairman, as a Member of the Senate it has been a privilege to be elected to this august House in 1985 and to contribute and to participate and to learn from the proceedings of a House that has proceeded to set very high standards of debate and has often demonstrated its abiding and unshakable commitment to democracy. Since December 1988, it has been my honour to serve in the Cabinet of the Prime Minister and in acknowledging and welcoming her presence I believe that I speak on behalf of all of us that her presence signals the strengthening, the restoration, the continued health and vigour of the democratic system. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you, Mr. Javed Jabbar. Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, I take this opportunity of welcoming the Prime Minister to this august House, though I personally feel that it is rather a belated welcome. During her first visit to this august House every one was surprised as no move was made by the Minister for Parliamentary Affairs at that time to welcome her. As per practice, we had expected that he would ask the members of this august House to join him in extending her the formal welcome to this House. Had he taken this initiative, I am sure, the opposition would definitely have responded in a befitting manner. Alas! that did not happen and the House was prorogued sine die within a few hours.

[Mr. Muhammad Ali Khan]

Sir, after a very long time our Prime Minister has been able to come to this House, the seat of the Leader of the House remained empty during consecutive sessions. Earlier Prime Ministers used to come and participate in the proceedings of the Senate quite often and I really hope that our Prime Minister would *Inshaallah!* follow that tradition.

Sir, at this juncture, I would like to dispel the wrong notion of the government that the Senate is up in arms against the present regime. I am sorry to say it may be the other way round. Once one Minister complained that it was not possible for the government to bring any legislation before the Parliament because of a very strong opposition in the Senate. Sir, he made this statement despite the fact that we passed a number of Bills in a very short period. It was not that easy even in a House where the government is in a strong position or in a majority but even then we tried our best whatever was possible. Sir, to me it seems that he just wanted to take refuge under an absolutely unwarranted assumption.

Sir, on behalf of the Opposition, I assure the Prime Minister our full cooperation and support in all matters which we feel are in the best interest of the country. If in case we oppose certain matters which the learned Members of this august House feel that they are detrimental to the interest of the nation at large, it should on no account whatsoever be misconstrued that we want to oppose the government for the sake of opposition or that we want to raise objections for the sake of objections. In fact, we would be playing our role as Senators who are here for checks and balances. As a matter of fact we will be failing in our duty if we try to condone each and every action of any government for that matter.

Sir, I am sure, the Prime Minister is well aware of the dignity with which we do our business here in the Senate and being the custodians of the Federation this House deals with each matter on merit and merit alone. Privilege motions were moved when it was felt that the Late President Mr. Muhammad Zia-ul-Haq had violated the Constitution. Sir, a

privilege motion was discussed for four days on his action of the 29th of May 1988, and the heat that was generated compelled him to come to the Senate and announce the date of general elections.

تقریب پر خبر و خلاصہ

Sir, there is a saying in Pushto:-

Which roughly means that things can be solved or problems can be solved by negotiations and discussions. So, I hope the Prime Minister will give us more of such opportunities and that the government and the Opposition will Inshaallah be in a position to serve the nation to the best of their ability. With these words, I again welcome our Prime Minister to this august House and hope that we will Inshaallah soon be able to solve most of the problems facing the nation in a very cordial atmosphere. I thank you Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Prime Minister.

Mr. Chairman, Sir. محترم بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان: بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں آپ کے through, Leader of the Opposition اور سینیٹر صاحب کی ان الفاظ کے لیے اور جس طریقے سے انہوں نے یہاں ایوان میں میرا خیر مقدم کیا ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ چیئر مین صاحب میں آپ کو بھی اپنے آفس پر مبارکباد پیش کرتا چاہتی ہوں اور جس sobriety کیساتھ جس maturity کے ساتھ آپ نے یہاں proceedings کو conduct کیا ہے اس کی ہم تعریف کرنا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ Parliamentary procedure اختیار کیا ہے اور جو Parliamentary Model پیش کیا ہے۔ وہ پارلیمینٹری کے لئے بڑی حوصلہ افزائی کی بات ہے۔ سینیٹ نے جس طریقے سے حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے خصوصاً حالیہ joint sitting میں اس کے بے میں آپ کے through حکومت کی طرف سے سب سیکریٹریز کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

Members of the Senate, Mr. Chairman, including the individuals of eminence learning and professional distinction, the standard of debate in the House is also a proof of the maturity with which issues are analysed here in the larger

[Mohtrama Benazir Bhutto]

interest of the country. I am conscious of the fact that on various occasions during the past one year, the Senate had acted promptly to debate and to pass the legislation referred to it by the National Assembly and we take this to be a manifestation of the shared and collective commitment that we all have to ensure the stability and strengthening of the parliamentary democracy in Pakistan. I thank you for the cooperation during the legislative work and look forward to constructive work in the future as well. As all the four provinces of Pakistan are equally represented in the Senate, therefore from the floor of this House, I would like to invite the provincial governments of the four provinces to participate in a new endeavour for coordination and cohesion for the benefit of our people and our country. Let us together face the challenge of ensuring the restoration of parliamentary Constitution, the challenge of creating a consensus, the challenge of respecting different points of view and at the same time operating by democratic principles alone. The Federal Government shapes and applies policies for national development on a tradition of commitment to the welfare of the people on available resources and economic realities.

We welcome objective criticism and evaluation. Here, I would like to say a word about one of the criticisms which is sometimes levelled at the Federal Government which, in our view, is levelled somewhat unfairly.

کبھی کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ وفاقی حکومت خال وہ projects مکمل کرنا چاہتی ہے جو ان کی پارٹی کے لیے ہیں یا خالی وہ پروگرام کرنا چاہتی ہے جو ان کی اپنی پارٹی کے منتخب نمائندوں نے ان کے سامنے پیش کیے ہیں یہ بالکل غلط ہے اور ہم حکومت ہیں تو پوری قوم کے لیے حکومت ہیں اور اگر کوئی بھی منتخب نمائندہ خواہ نیشنل اسمبلی سے ہو خواہ وہ سینیٹ سے ہو کوئی proposal دے یا کون مشورہ دے تو آپ دیکھیں گے کہ حکومت کی طرف سے بھی اس کا مثبت reaction ہوگا

In all the deliberations we in the Federal Government have full faith in the Members of both the Houses of the Federal Parliament in respect of their undoubted ability to review policies and issues in the national interests and to set standards of democratic expression and tolerance which

will help the Federal Government to fulfil the mandate given to it by the people of Pakistan with a particular reference to the acceleration of economic development and social justice.

I am also grateful, Mr. Chairman, to the Leader of the Opposition for the words of advice that he has today given me and to the Federal Government...

اپوزیشن کے لیڈر نے یہ فرمایا تھا کہ کبھی کبھی ہم oppose کرتے ہیں یا نیگٹو چین کرتے ہیں تو یہ ہمارا کوئی متقی رویہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ہم یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ہماری نظروں میں یہ صحیح لگتا ہے ہم بھی وفاقی حکومت کی طرف سے کہنا چاہتے ہیں کہ ہم positive criticism اور constructive criticism کا خیر مقدم کرتے ہیں اور خالی خیر مقدم ہی نہیں کرتے بلکہ جب بھی کابینہ کے اند کوئی ایسا بل آتا ہے جس کے سلسلے میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سینٹ کی طرف سے کچھ reservations ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ آپ پہلے سینٹر کے ساتھ بھی مشورہ کر لیں ان کی کمیٹیوں کے ساتھ بھی مشورہ کر لیں تاکہ جب بھی کوئی چیز آپ کے سامنے آئے اس میں آپ کا وہ یہ مفاہمان ہو آپ کی رائے شامل ہو اور آپ کا تعلق حاصل ہو، Legislative کام میں آپ کی طرف سے حکومت کے ساتھ پورا تعاون ہو رہا ہے۔ اور حکومت بھی آپ کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کچھ ہلکے الفاظ میں Leader of the Opposition نے یہ بھی تجویز دلائی ہو کہ ماضی کے جو حوزہ براعظم ہوتے تھے ان کی کمرسی یہاں خالی نہیں ہوتی تھی میں تو سنتی تھی کہ کوئی سیاستدان کمرسی نہیں چھوڑنا چاہتا تو میں گدیہ سینٹ کی کمرسی آپ کے لیے خالی نہیں چھوڑ دی اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ میں آئندہ بھی آپ کے ملنے آؤں گی۔

پشتو زبان تو بچے نہیں آتی حالانکہ بچتوں کے لیے ہم سب کے دل میں بڑی عزت ہے جسے پاکستان کے ہر صوبے کے رہنے والوں کے لیے ہے اور آپ کا میں شعر و شاعری میں جواب تو نہیں دے سکتی اس لئے آپ کے شعر ہم ہی اکتفا کروں گی۔

(Thumping of Desks)

Mr. Chairman: I am very grateful to you for this.

Minister.

Thank you very much. Mdm. Prime

Now we proceed with the normal business of the House-
Prof. Khurshid Ahmed

- i) Re: derogatory statements made by the Attorney-General against the Senate (resumed).

پروفیسر خورشید احمد: اس وقت تک جناب والا! میں نے آپ کے سامنے سب سے پہلے یہ بات رکھی ہے کہ اٹارنی جنرل نے جو بیانات عدالت میں اور عدالت سے باہر سینیٹ کے بارے میں اور اس کے اجلاس سینیٹ کے چیزیں کی روٹنگ کے بارے میں اس کا استہزاء کرتے ہوئے اس پر تنقید کرتے ہوئے اس کو ridicule کرتے ہوئے ملک میں اور ملک کے باہر دیئے ہیں اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں نے یہ بھی بتلایا ہے کہ فی الحقیقت عمر کے بارے میں دستور کا مسئلہ کیا تھا لیکن میں سب سے پہلے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ چیئر مین یا سپیکر کی روٹنگ کی حیثیت کیلئے۔

Practice and Procedure of Indian Parliament' by

Kaul and Shakhder page 96, Volume I, it says:

"It is the right of the Speaker to interpret the Constitution and rules so far as matters in or relating to the House are concerned and no one including the government can enter into any argument or controversy with the Speaker over such interpretations".

اٹارنی جنرل نے ایک بار نہیں تین بار یہ کہا ہے کہ چیئر مین کو دستور کو interpret کرنے کا حق نہیں تھا یہ صرف عدالتوں کا کام تھا چیزیں نے اپنے دستور اور فرائض منصبی سے تجاوز کیا کہ اس معاملے میں روٹنگ کی جبکہ پوزیشن یہ ہے کہ

"It is the right of the Speaker to interpret the Constitution....."

Mr. Chairman: Prof. Sahib I have dealt with all this in my ruling. The question now is that supposing the ruling of the Chairman is criticised, does that amounts to a breach of privilege?

پروفیسر خود شیدا احمد: میں اکی پر آ رہا ہوں آپ سنیں، آگے فہاتے ہیں کہ

His rulings constitute precedents by which subsequent Speaker, Members and Officers are guided. The Speaker's rulings, as already stated, cannot be questioned except on a substantive motion. A member who protests against the ruling of the Speaker commits contempt of the House and the Speaker's decision. The Speaker's decision is equally binding whether given in the House or on a departmental file. He is not bound to give reasons for his decision. Members cannot criticise directly or indirectly, inside or outside the House, any ruling given, opinion expressed or statement made by the Speaker. If a Member desires to make a submission to Mr. Speaker on the floor of the House regarding his ruling, the Speaker may permit the Member to do so after satisfying himself but it does not unduly interfere with the proceedings of the House. The Member making such a submission cannot criticise the decision but can seek elucidation on any point or request the Chair to consider the ruling in the light of the facts submitted by him.

Mr. Chairman: But does it say that criticism amounts to a breach of privilege?

پروفیسر خود شیدا احمد: بالکل اچھا کہ میں نے پڑھ کر سنایا۔

that the Speaker's rulings as already stated cannot be questioned except on a substantive motion. A Member who protests against the ruling of the Speaker commits contempt of the House and the Speaker.

Mr. Chairman: But *prima facie*, he is not a Member and once we hold that he is not entitled to participate in the proceedings of the House.

پروفیسر خود شیدا احمد: میں عرض کرتا ہوں

(1) He is a law officer of the government.

اللہ: دستور کے تحت اسے اس ایوان میں نمائندگی کا اور یہاں قانونی نکات کی وضاحت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اس ایوان کو اختیار ہے اس بات کا کہ جب وہ چاہے ایوانی فعل کو بلا سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Yes. But this is a statement that he gave after my ruling. So, after my ruling his status is that of a person.

Prof. Khurshid Ahmed: As long as he is holding the position of an Attorney-General, he has no right to ridicule, to protest to contest, to say anything against the ruling.

اس کے بعد میں آپ کی توجہ مندرجہ ذیل گاہک کی کتاب -
Privileges of Members of Parliament in India

اس میں Chapter 7 جو ہے یہ پورے کا پورا اسی مسئلے سے متعلق ہے یعنی
contempt of the House. جناب چیئرمین! یہ کس کی کھٹی ہوئی ہے۔

Prof. Khurshid Ahmed: Hans Raj, Privileges of Members of Parliament in India.

Mr. Chairman: Page?

Prof. Khurshid Ahmed: Page 106 onwards.

اس میں وہ کہتا ہے -

"One of the most essential ingredients and an integral part of parliamentary privileges is that all those held guilty of contempt of the House in its corrective capacity or of individual Members which were Members are suitably punished. If the contempt goes unheeded or the House is limited for want of punitive powers, the very purpose of extending privileges is defeated. But what constitutes a privilege is a problem. It is an evolutionary process to decide by convention as to what is a contempt of the House or of the individuals."

اس کے بعد صفحہ ۱۰۸ پر کہتا ہے

"In the Legislative Assembly the Chair felt that it was undesirable to impute motives to the Members while performing their duties. It was also contempt of the House on the part of its Members to criticise the Chair even outside the House and the government assured the Chair that in future rulings of the Chair will not be discussed either directly or indirectly outside the House."

یہ ہندوستان کے بارے میں اس نے بتایا ہے۔ آگے کہتے ہیں

"In the Legislative Assembly the Chair also felt that if the dignity of the House was to be preserved it should not allow any suggestion for insinuation to pass unnoticed."

May نے بھی اس پر بحث کی ہے Parliamentary Practice میں اور اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر وہ کہتا ہے

"Contempt can be either by the outsiders or by the House or officers of the House and also both inside and outside the House and also when the House is in session or not in session."

آپ نے سوال کیا تھا کہ اگر ایک non-Member بھی کوئی ایسا رویہ اختیار کرتا ہے جو Chair کی رونگ یا ہاؤس کے لیے contemptuous ہو تو وہ بھی contempt ہے۔

"An attempt can be either by the outsider or by the House or (officers of the House and also both inside and outside the House".

Mr. Chairman: What about the right of freedom of speech which the Constitution guarantees?

بروفیسر خورشید احمد: دیکھئے Right to freedom of speech جو ہے وہ

Right to libel! Right to abuse کے ساتھ مشروط ہے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر آزادی اپنے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی رکھتی ہے اور یہی فرق ہے اندکی اور آزادی کے اندر؟ آزادی نام ہے اس بات کا کہ وہ حدود کی پابند ہوتی ہے آداب کی پابند ہوتی ہے اگر آزادی کے نام پر کوئی گھل دینے لگے بے عزتی کہے تو آپ Law of Libel کے تحت مقدمہ چلاتے ہیں اور سب جیل بھیجتے ہیں تو آزادی اپنی جد ہے اس کے academic discussion کی گنجائش ہونی چاہیئے اس لیے خود رد و زیر میں بات موجود ہے کہ کچھ حالات میں چیئر مین کی رونگ کے بارے میں وضاحت طلب کی جاسکتی ہے کوئی نیا مولو فراہم کیا جاسکتا ہے کہ اس کی روشنی میں review کرے لیکن اگر آپ چیئر مین کی رونگ کو اس طرح مذاق بنائیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور ملک کا اٹارنی جنرل کراچی اور نیویارک میں یہ کہتے کہ میں اس کا نوٹس لینے کو بھی تیار نہیں ہوں میری نگاہ میں گویا کہ وہ نہ ہونے کے برابر ہے وہ یہ کہتے کہ جو کچھ چیئر مین نے کہا ہے وہ کہنے کا مجاز نہیں تھا۔ وہ اس کے contents پر اعتراض کرے کہ یہ بات کہے کہ اس نے دستور کا تعبیر کرنے کی جو کو غفلت کی ہے وہ اس کا حق نہیں ہے اور پھر جو تعبیر کی وہ بھی غلط ہے اس کے بعد یہاں تک ہی نہیں بلکہ اس کے باپ تک پہنچنے کی کوشش کیے تو جناب والا! اس کا نام contempt ہے۔ ایک اور کتاب میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جناب چیئر مین Parliamentary Privileges in India یہ ڈاکٹر ہری داس اور سیتا کداری داس کی ہے اس کے صفحہ ۶۸ پر ہے۔

"A Member can commit contempt of his own House in several ways. He can do so by giving publicity in advance to some policy."

دوسری مثال بھی ہے لیکن جس چیز پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اس میں

To Press, attributing motives to a Member of the same House or the other House.

اس کے بعد پھر وہ کہتا ہے۔

"It has all along been held and accepted in India in so far as powers, privileges, immunities are concerned both the Houses of Parliament or legislative body enjoy co-equal powers."

سپیکر کے بارے میں وہ کہتا ہے اور یہ بہت اہم ہے جناب والا! صفحہ ۶۹ پر

"The office of the Speaker is an institution of monumental dignity. Hence any reflection on the conduct of the Speaker and accusations of partiality in the discharge of his duty either by a Member or by an outsider is punishable for contempt of the House. Similarly showing dis-respect to the Speaker either inside the House or in official function. Filing a writ petition challenging certain decisions of the Speaker and his suspension from the House, entering the House after being expelled by the Chair."

یہ تمام جو ہے گویا کہ

These are acts of contempt to the Chair and the House.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ پروفیسر صاحب کی بات سمجھ میں آگئی ہے اب ڈاکٹر صاحب کو سس لیں۔

(عز عثت)

جناب سراب خان کھوسو: جناب والا Point of Personal Explanation

ہم نے یہاں فیصلہ کیا کہ اٹارنی جنرل صاحب کی عمر زیادہ ہو چکی ہے اس لیے وہ نہ آئے قانون کی کوئی غلطی کر دے گا یا پھر اگر کچھ لوٹتا ہے تو ہمیں انداز نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کی عمر کا تقاضا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جی جناب ڈاکٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، ایک نیچے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا جلد

نمک دقار، عدم وقار اور توہین وغیرہ کا تعلق ہے وہ پروفیسر صاحب تفصیل سے بیان فرما چکے ہیں آپ اس ہاؤس کے چیئرمین ہیں کسٹوڈین ہیں آپ کی روننگ کے بعد اگر وہ یہ کہتا ہے میں اس روننگ کی ہمدانہ نہیں کرتا اس کے مانتے کے لیے تیار نہیں ہوں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس ہاؤس میں آئے گا اور جب وہ اس ہاؤس میں آئے گا تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ گویا کہ اس نے غلط طریقہ پر اپنی روننگ کو چیلنج کر دیا ہے یہ یقیناً اس ہاؤس کی توہین ہے اس لیے کہ اس کے حقوق متعین ہیں یہاں کون شخص آ سکتا ہے جس میں اٹارنی جنرل کو یہ حق حاصل ہے کہ تفسیر کے لیے اگر اس کو بلایا جائے تو یہاں آ سکتا ہے اور یہاں بیٹھ سکتا ہے یہاں تقریر کر سکتا ہے اور آپ کی روننگ کے بعد اس کو یہ حق حاصل نہیں ملتا، اور اگر وہ چیلنج کرتا ہے کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا تو یقیناً یہ استحقاق مخالف مزید کی بات جس میں اس ہاؤس کا اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر شیر انگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی: میں مشکور ہوں کہ پروفیسر صاحب نے آپ کی ایک سابق روننگ

کے ضمن میں بات چیری ہے جیسا کہ انہوں نے نشاندہی کی ہے دستور کی لحاظ سے اس کے دو تین پہلو ہیں جو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں

Mr. Chairman: I will not allow you to reopen that decision.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I may be allowed to only quote the article. I want to quote the articles in sequence.

Mr. Chairman: No. Dr. Sahib I will only allow to speak on this privilege motion.

ڈاکٹر شیر افغان خان نیاز کی: جناب والا! انہوں نے ۵۶ کے آئین کے آرٹیکل ۲۸ کو has quoted wrongly that there is the point that he has....

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب وہ Privileges Committee میں معاذ چلا گیا

ہے۔
ڈاکٹر شیر افغان خان نیاز کی: اب دوسری بات یہ ہے جو آپ نے بیان روٹنگ دی تھی آیا
It is the decision.

which we can say that it was *prima facie* held by the honourable Chair that motion will go to the Privileges Committee and thereon the thing will be looked into. Therefore, it was not the decision.

یہ بادی النظری میں بات ہوئی تھی اس کے ضمن میں بالکل یہ confirm بات ہے اور اگر آپ آرٹیکل ۱۸۱ اور ۱۹۰ دیکھیں جو بھی بات ہوگی Superior Courts کی

concerning with the Constitution and the decisions they are binding to all not only to the subordinate courts but to the executive also. Under that we have to look where is the point.

مبہتات ہم نے یہ دیکھتی ہے آیا ہمارے پاس وہ کونسی بات ہے آیا آپ نے جو روٹنگ دی تھی

prima facie وہ confirm decision ہے یا عارضی ہے۔ confirmed

کے بارے میں Supreme Courts کی بالکل واضح مثالیں موجود ہیں، جس میں سے ایک میں آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں، یہ غلام جیلانی بنام فیڈرل گورنمنٹ، محمد صدیق، لاہور، یہ آپ نوٹ فرمائیں اس میں clear-cut ہے کہ جو Interim relief یا اس قسم کا stay یا کسی قسم کی بات

بت ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے interim relief دیا ہے، ہاؤس میں ایک Privilege

motion لائی گئی ہے اور آپ نے اسے Privileges Committee کے پاس بھیجا ہے ا
کے بار میں باطل clear ہے۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, are you suggesting that an Interim Order of the Court can be questioned outside and people can criticise it?

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Everywhere, Sir, and this is the point that I may make it clear. The judges are not criticised, but their decisions. This is the point which has been mis-understood by most of the persons. Decisions are public property.

(Interruptions)

جناب محمد عمن صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Chairman: Mohsin Sahib, no please, let him complete

اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افغن خان نیازکی: میں جناب دالا آپ کو point-wise بتانا چاہتا ہوں جو بات سمجھنے کے لیے، اصل میں کیس سمجھ میں نہیں آیا Superior Courts کے فیصلے پر آپ criticise نہیں کر سکتے لیکن decisions پر ہم affirmative comments دے سکتے ہیں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جناب چیئر مین: ان کے بارے میں آپ بتائیں کہ یہ کھل سکا ہوا ہے۔

(Interruptions) :

جناب چیئر مین: وہ آپ بتا دیں، یہ آپ نے کون سا quote کیا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: "Freedom of the Press and the Law of Contempt."

جناب چیئر مین: یہ کس کا کتاب ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: 'Rama Chandran on Contempt'. A fair criticism. It is permissible to make a fair criticism of a Judgement after it is delivered.

یہ پورے تفصیل ہے میرے پاس، اس کے علاوہ بھی بہت سارے چیزیں ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ صفحہ کون سا ہے۔

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی: یہ صفحہ ہے ۷۹۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: یہ پہلے ختم کر لیں، پھر آپ کو موقع دیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی: میرا پوائنٹ یہ ہے کہ جب decisions دے دئے جاتے ہیں

even by the Superior Courts, they can be criticised positively whereby as you yourself said that you have given a decision acting as an Interpreting Authority but I do differ in that very point, Sir,

کہ اس فورم کو، ہمارے اس Honourable August House کو چاہئے یہ قومی اسمبلی ہو یا

سینیٹ ہو، اس کے پاس interpreting of the Constitution کی کوئی طاقت نہیں ہے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، اس کے بارے میں

I have got so many decisions to produce before this August House

جناب چیئرمین: اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب، روٹنگ میں

I have already said that where the matter concerned is the Proceedings of the House where they are connected with the proceedings of the House, there the Chairman has the authority to interpret the Constitution.

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی: جناب چیئرمین، اس میں آپ نے رول ۱۶ کا سہارا لیا ہے۔

جناب چیئرمین: جس کا بھی لیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افغن خان نیازی: نمائین اسمبلی کے ۳۳۲ روزے میں ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، جس کا سہارا بھی میل ہے،

What I am trying to tell you is that I have already given a ruling
on this point -----

(Interruptions)

And on that question I don't think that
is appropriate that you should try and re-open that ruling.
As far as that matter is concerned I have already ruled that
the matter concerned is in the proceeding of the House
where it is connected to the proceeding of the House, there
not only does the Chairman has the right, it is his obligation,
it is his duty to interpret the Constitution. Otherwise how
will the House proceed?

Special Articles جناب والا وہ ڈاکٹر شیر افغن خان نیازی:
Summoning of the Senate
ہے، یا اس میں ممبر وغیرہ ہیں۔ آپ نے وہ اہم ترین چیز کی
jurisdiction جو کورٹ کی ہے۔

about the functionaries of the House and you have talked
about the Attorney-General and you have got no jurisdiction
to talk about the validity of the Attorney-General. It is not
concerned with the business of the House. It is a different
thing. For example I can quote 110 Article

(Interruptions)

Mr. Chairman: I will tell you what the background is.
The question before the House was that the Attorney-General
in virtue of his office is entitled to participate in the proceed-
ings of the House and, therefore, the question was, should
a person who, in the opinion of the House or the Chair, is
not *prima-facie*, qualified to be an Attorney-General and,
therefore, not really the Attorney-General, be permitted to
participate in the House? So, in that way, the Chair ruled
that since this question was concerned with the proceedings
of the House, therefore, it is the duty of the Chair to

[Mr. Chairman]

interpret the Constitution on that matter. So, that is the ruling which has been given. So, I think, the matter should be closed. You please come to this question which is now before the House that if a criticism is made, now, one view could be that if a criticism is made, he has the Constitutional right to criticise. Any person has a right. On the other hand Prof. Khurshid Ahmed has quoted some rulings saying 'no'. There is a limitation on that freedom of expression.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے sequence میں بات کہیں اور اس کو آپ لکھیں تو میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بتائیے۔
ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جیسا کہ پروفیسر صاحب نے بات کی ہے اگر اس طرح سے مجھے بات کہنے کا موقع دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔
جناب چیئرمین: نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو

I adjourn the House for 15 minutes. We will meet after the prayers.

[The House adjourned for Maghrob prayers].

[The House re-assembled after the interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair].

جناب چیئرمین: جی جناب basic point یہ ہے کہ پروفیسر خورشید صاحب نے جس طرح درایا ہے کہ یہ ہنس راج اور کول ان سب کا یہ کہنا ہے کہ چیئرمین کی روٹنگ کو criticise کرنا اور خصوصاً motive describe کرنا

that amounts to contempt and breach of privilege of the House.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں بھی گنڈیش سی کر رہا تھا لیکن چونکہ آپ نے مجھے اجازت نہیں دی ہے کہ میں چند آرٹیکلز in articulation پڑھ دوں۔

Mr. Chairman: No, you see, what all I am saying is that as far as the ruling is concerned that will not be reopened, that ruling has been given. According to that ruling the Attorney-General is not qualified (according to my opinion) to participate in the proceedings of the House.

اس کو reopen نہیں کرنا۔

ڈاکٹر فیہر افگن خان نیازی: جناب والا! بجا فرما رہے ہیں لیکن پروفیسر صاحب نے اپنے

arguments میں addition کر دی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ جھوٹے arguments میں addition کر دی ہے۔ یہ ٹوشن ج کے پاس جائے گی تو وہ دیکھ لے گی کہ کیا ایڈیشن کر دی ہے۔۔۔۔۔

لیکن اس پر concentrate کریں۔ It is an important piece of information.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میری گزارش یہ ہے کہ بنیادی طور پر جہاں تک سوال یہ ہے کہ آیا

چیئر کی رد و تنگ پر comments or criticism

کیا جاسکتا ہے کہ نہیں اگر کیا جاسکتا ہے تو positive or negative commentry

Does it tantamount to or anybody who does it purposely, breach of privilege of the House or not? This is the basic issue which we have to handle in a proper way. Now, the thing is; it is no doubt, a fact that the decision given by any Superior Court and the honourable Chairman of the Senate the honourable Speaker of the Assembly can not be criticise — Can we criticise the Chair in a position as a Speaker or a Chairman? Is it allowed? It is not allowed to pass any remarks or to criticise the person who sits in the Chair in that capacity, no doubt about it. There is no reason if anybody does it as he has quoted. Now, the question is different from that, that a thing has been done. Now, that decision which has been pronounced has become a public property as it is with the courts. Now, we should look into it that the decision has

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

been criticised not the Chair, whether the decision is valid or not. Similarly as it was quoted that an essay or a commentary has been written about the decision and I have also gone through that. I have got it on the record, in the newspaper - the Nation on 11th January, 1990, there was a commentary by Salman K. Cheema. Honourable Chairman, you must have read that as well. Therefore, the question is whether the criticism done on a decision not on a person who has decided, tantamount to breach of privilege of the Parliament. The privilege of the Parliament is a simple thing. That is anything done to impede a person in the discharge of parliamentary duty in the House tantamounts to or it is equal to the breach of privilege of the person concerned or honourable Member of the House. This question has been widely debated in the past and it has been decided at many forums; in the superior courts as well that their decisions could also be criticised either positively or negatively. Now, There is another question involved in it. The Attorney-General as a counsel presents himself in the superior courts. He has been allowed by the Constitution. He has got a third capacity that he is a constitutional entity. Under the Constitution we have got certain privileges to protect a person who is the Member to the Parliament but Mr. Attorney-General has got only one privilege less that he can't vote, therefore, he functions here as a member to this Parliament; to the Senate and the National Assembly. Thereby Article 66 is available to him for freedom of expression and speech. He can make any speech on any floor and that is very much protected under Article 69. If you kindly read in to it, these are not only the members, the other persons and functions those who participate in those Houses including Attorney-General have got due powers. Under the Constitution he has got freedom of expression, speech etc. Therefore, he is duly immuned and is protected. This is one point.

Secondly, I may submit humbly to this honourable House to look into the past situation about the persons who have been there in the courts as counsel whether he is a government counsel and he appears before the superior courts and what

PRIVILEGE MOTION: DEROGATORY STATEMENTS MADE
BY THE ATTORNEY-GENERAL AGAINST THE SENATE

31

is the opinion of the court about a person who gives his statements, he argues or he gives certain facts whether he can be heard for that or not. I have got a very beautiful case. This can be quoted here and I will request the honourable Chairman, to kindly note it. It is a very good case.

There is a chain of judicial authority in support of above proposition which I am discussing. The following observations in Manster V/S Lamb, 1883, 11-Queen Division Bench, Page 588.

"If upon the grounds of public policy and free administration of the law, the privilege be extended to Judges and witnesses, although they speak maliciously and without reasonable or probable cause, it is not for the benefit of the administration of law that counsel also should have an entirely free mind or of the three classes i.e. Judge, witness and counsel. It seems to me that a counsel has a special need to have his mind clear from all anxieties. A counsel's position is one of the utmost difficulty. He is not to speak of that which he knows."

He is not called upon to consider whether the facts with which he is dealing are true or false. The rule of law is that whatever is said in the course of administration of law is privileged and the reason of that rule covers a counsel even more than a judge or a witness. To my mind, it is illogical to argue that the protection of the privilege is not to exist for a counsel who deliberately and maliciously slanders another person. The reason of the rule is that a counsel who is not malicious and who is acting *bonafide* may not be in a danger of having actions brought against him if the rules or laws were otherwise. The most innocent of the counsels might be unrighteously harassed with suits and, therefore, it is better to make rules or law so large that an innocent counsel shall never be troubled. Although by making it so large law counsels are included who have been guilty of malice and mis-conduct. In to the rules thus stated the word 'counsel' must be introduced and the rule may be taken to be the rule of the common law. That rule is founded upon public policy with regard to counsels, the question of malice, *bonafide* and relevancy cannot be raised. The only question is that what is complained or what has been stated in the course of administration of the law. If that be so, the

[Dr Sher Afgan Khan Niazi]

case against a counsel must be stopped at once. No action of any kind, no criminal prosecution can be maintained against a defendant when it is established that the words complained of were uttered by him as counsel in the course of judicial inquiry that is an inquiry before any court of justice into any matter concerning the administration of law.

So, we can see and look into that. There are certain principles which we will have to follow:-

- (1) "That as a counsel appearing before the superior court, he is duly protected. That is his privilege to talk about whatsoever he wants to talk about. This is a natural law. If he is put under constraint he is asked to refrain from his own thoughts then his efficiency will be debarred."

Mr. Chairman: Mr. Behrawar on point of order.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: The client and the lawyer is privileged. Nothing more. My friend is misinforming.

Mr. Chairman: Thank you.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is one point. As it has been said that he had been criticising before the superior court i.e. the Supreme Court of Pakistan, I will clearly say that against him we cannot pursue on any ground.

Secondly, that what sort of privilege he has broken of this honourable House or of the Members by giving a statement as a member too, until and unless it is declared that Attorney-General Mr. Yahya Bakhtiar Khan is really disqualified. As your Honour has admitted that motion *prima-facie*, but the decision has not come out yet. The Privileges Committee has not adjudicated upon it.

Now in the case if there is a complete adjudication of the privilege motion and in case he is declared disqualified and this honourable House confirms it that it has been done then that shall be the final decision. That is the point. Therefore, honourable Chairman, I will say that Prof. Khurshid Ahmed, the honourable Senator has a different thinking.

Mr. Chairman: Now you please sum it up finally.....

(INTERRUPTIONS)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The thing is that he has not quoted, any thing done unto this august Chair, anything done unto these honourable Members or a committee of the House. Therefore, I will humbly submit as you will go into the Rules of Procedure for admission of this privilege motion, in the Rules of procedure of the Senate nothing is needed to intervene at this stage. As he has talked about the legitimacy that is a question of court. It has already been decided. Why is he saying? "It does not go illegitimate". That has been confirmed and under Article 189 and 190. We know that the decision of the Supreme Court is binding on everybody, on all institutions, - executive plus the courts, if you look into the Constitution.

Mr. Chairman: No, So, let me sum it for you. What you are saying

- (1) that the ruling of the Chairman Senate was a *prima-facie* ruling. It has not yet attained final status.
- (2) you are saying that criticism of a ruling is permissible and it does not amount to breach of privilege of the House and you have drawn parallel with certain judgements which you have quoted.
- (3) The point that you are making is that under Article 189 and 190, the ruling of the Supreme Court is binding on all courts subordinate to the Supreme Court with which there is no dispute. whatsoever.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Sir, I have got a reference book, known as 'Basu's Commentary on Constitution', the Constitution of India.

Mr. Chairman: What is the page?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Basu, Volume I, Fourth Edition and its title is "The Constitution of India".

(pause)

(Pause) جناب چیئر مین: پڑھ دیں۔

If you can give me the copies I will keep them.

So, you just read the relevant paragraph.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Here the point which I raised is that it is the job of the superior courts to construe the articles of the Constitution.

Mr. Chairman: What is the page please?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Page is 21, 22 and 23 as well.

Mr. Chairman: What does it say? Please read out the relevant paragraph of that.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is quite clear that the judiciary has assumed the supremacy under its power. You can see it.

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: With due respect I want to submit that:-

"the judiciary has assumed supremacy under its power of interpretation of the Constitution so as to be described as the safety valve or the balance wheel of the Constitution".

As one of our own judges Chief Justice Hew said:

"That the Constitution of United States is what the Supreme Court says".

It is one.

Secondly, in the words of the American Supreme Court judgement in 'Mayor V/S Nabrasca' it says, that:-

"The determination by the legislature of what construes

proper exercise of the police part is not final or conclusive but is subject to the supervision by the courts. Our Supreme Court has said that the determination by the legislature or what construes a reasonable restriction is not final or conclusive. It is subject to the supervision of the courts."

But as long as the Constitution itself is not amended the Supreme Court has the final say as to what the Constitution means. Under Article 141, its decisions as we have got 189.

Mr. Chairman: I just want to read to you the Article 9(2) which says:

"No officer or member of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in whom powers are vested by or under the Constitution for regulating procedure or the conduct of business or for maintaining order in, *Majlis-e-Shoora* (Parliament) shall be subject to the jurisdiction of any court in respect of the exercise by him of those powers".

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is protection.

Mr. Chairman: No. It cannot be questioned. He is not answerable to any court.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He is not answerable to anybody, Mr. Chairman, Sir.

Mr. Chairman: I will read it again.

"No officer or member of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in whom powers are vested by or under the Constitution for regulating procedure or the conduct of business or for maintaining order in *Majlis-e-Shoora* (Parliament) shall be subject to the jurisdiction of any court in respect of exercise by him of those powers".

That is the proceeding, so a person who is vested by the Constitution with the authority to regulate proceedings or

[Mr. Chairman]

maintain order in this House, is not answerable to any court for the exercise of those powers.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is the point. He has not criticised the person, he has criticised the decision.

Mr. Chairman: The person has exercised powers, when he exercises powers in delivering rulings.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I know it that proceedings can be challenged in any court at any forum. That is the point I say.

Mr. Chairman: Do you want to say anything else?

بوقت ہو گیا ہے۔
 ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی: جناب والا!
 جناب چیئر مین: میرے خیال میں اب وقت ہو گیا ہے۔

So, the remaining arguments will be taken next time. adjourn the House to meet again day after tomorrow the will be Thursday at 10.00 a.m.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, The February 15th, 1990.]
